کتب سماوی پر ایک نظر

(۷)

عہد جدید (اناجیل وغیرہ)

از جناب رفیق شاہ صاحب

انگریزی اناجیل

انجیلوں کی قلت اور کمیابی کا زمانہ جاتا رہا۔ یہ کتابیں اب بہت کثرت سے شائع ہونے لگی ہیں اور دنیا کی تقریباً ہر زبان میں ان کے ترجمے ہو چکے ہیں لیکن آج کل انگریزی زبان نے دنیا میں جو پھیلاؤ اختیار کر رکھا ہے اس کی بنا پر بائبل پر تبصرہ پورا نہ ہوگا اگر اس کے انگریزی ترجمہ کی تاریخ پر بھی نظر نہ ڈالی جائے۔ اس کا کچھ تھوڑا سا ذکر توریت کے تحت میں بھی آ چکا ہے

انگلستان میں انگریزی ترجمہ کے لحاظ سے بھی انجیل پر دو دور گذر چکے ہیں ایک قبل ایجاد طباعت قلمی نسخوں کا دور۔ دوسرا بعد ایجاد طباعت مطبوعہ بائبلوں کا دور۔

دور اول میں ساتویں صدی عیسوی تک انجیل کے بعض حصوں کے ترجمے نظم میں کیے جاتے تھے آٹھویں صدی میں نثر میں ترجموں کی ابتدا ہوئی مگر یہ ترجمے بھی بائبل کے متفرق اجزا کے ہوتے تھے۔ چودھویں صدی کے وسط تک پوری بائبل کا کوئی مکمل ترجمہ انگلستان میں نہیں ہوا۔ سب سے پہلا مکمل ترجمہ بائبل کا انگلستان میں انگریزی زبان میں وکلف (Wycliffe) نے تقریباً ۱۳۸۲ء میں انجام کو پہنچایا۔ اس کے ساتھ اس کام میں قابل لوگوں کی ایک جماعت بھی شریک رہی جن میں سے ایک شخص کا نام نکولاز Nicholas تھا۔ وکلف ان لوگوں میں سے تھا جو اس امر پر زور دیا کرتے تھے کہ پادریوں نے جو اہمیت حاصل کر رکھی ہے اور لوگوں کے دین و ایمان کے مالک بن بیٹھے ہیں اس کا انھیں کوئی حق حاصل نہیں انجیل خدا کا کلام ہے اور ہر شخص کی ہدایت کے لئے کافی ہے۔ ہر شخص خدا کے احکام براہ راست انجیل سے معلوم کر سکتا ہے

ظاہر ہے کہ ایسا شخص پادریوں کی نگاہ میں مقبول نہیں ہو سکتا چنانچہ اس ترجمہ پر پادریوں نے شور مچادیا کہ ترجمہ غلط اور گمراہ کن ہے۔ وکلف نے اس شور و واویلا کی پروانہ کی اور اس نے اور اس کی جماعت کے لوگوں نے مردانہ وار اس مخالفت کا مقابلہ کیا سنہ ۱۳۹۵ء اور سنہ ۱۳۹۷ء کے درمیان جماعت وکلف نے پہلے ترجمہ پر نظر ثانی کی اور اس پر ایک مقدمہ کا بھی اضافہ کیا بعض لوگوں کا خیال ہے کہ یہ دوسرا ترجمہ جان پرول John Purvey کی نظر ثانی کا نتیجہ ہے اور مقدمہ بھی اسی کا لکھا ہوا ہے اور یہ سب کچھ اس نے وکلف کے انتقال سنہ ۱۳۸۴ء کے بعد کیا۔ پہلا ترجمہ بیشتر لفظی تھا اور دوسرا ترجمہ بامحاورہ۔ یہ چودھویں صدی کا کارنامہ تھا۔ پندرہویں صدی میں بائیبل کی کوئی خدمت نہ ہوئی بلکہ حکومت کی جانب سے کتب مقدسہ کی اشاعت اور ترجمہ کرنے والی جماعتوں پر سختیاں توڑی گئیں اور پادریوں کی جہل پرور نفسانیت کا غلبہ رہا۔ چودھویں صدی میں انگلستان میں ریفارمر یعنی مجددین مذہب کی ایک جماعت لالرڈس (Lollards) کے نام سے پیدا ہو گئی تھی اور وکلف جان پروی اور سر جان اولڈ کیسل وغیرہم اسی جماعت کے پیشوا اور رہبر تھے پندرہویں صدی میں اس جماعت کو ایسا نیست و نابود کردیا گیا کہ آج انکا کوئی نشان تک باقی نہیں۔ اس جماعت کے زبردست اور معزز سرگروہ سرجان اولڈ کیسل (Sir John Oldcastle) کو اس سرپرستی کی جرم میں مرتد قرار دیکر زندہ جلا دیا گیا۔

ایجاد طباعت کے بعد دوسرا دور شروع ہوتا ہے مگر اس دور کے شروع ہونے کے بعد بھی انگلستان بہت عرصہ تک سوتا رہا۔ فن طباعت کی ایجاد سنہ ۱۴۴۰ء میں وقوع میں آئی۔ سنہ ۱۴۶۶ء تک جرمنی میں بائیبل کے ترجمہ کی طباعت و اشاعت ہو چکی تھی اور لوتھر کی اصلاحی جدوجہد کے آغاز سے قبل یعنی تقریباً سنہ ۱۵۲۱ء سے پہلے وہاں وہ کتاب سترہ (۱۷) مرتبہ اور چھپ چکی تھی۔ ہینری ہشتم کے تخت انگلستان پر آنے سے قبل یعنے سنہ ۱۵۰۹ء سے بہت پیشتر فرانس اسپین اٹلی بوہیمیہ اور ہالینڈ میں بائیبل کے ملکی زبانوں میں ترجمے طباعت کے ذریعہ شائع ہو چکے تھے۔ مگر انگلستان میں سنہ ۱۵۲۳ء سے قبل طباعت انجیل کا اہتمام ناممکن رہا۔ اس سے قبل انگلستان کے ایک فاضل ولیم ٹنڈیل William Tyndale

نے اپنے ہموطنوں کو مضامین بائبل سے آگاہ کرنے کے شوق میں انجیل کا انگریزی میں ترجمہ کرنا چاہا اور کئی برس تک اسی جد و جہد میں رہا مگر اس کام کے لئے انگلستان کی زمین کو اس نے اپنے لئے تنگ پایا اور وہ اپنی جان بچا کر ممالک غیر میں بھاگ گیا اور سنہ ۱۵۲۴ء میں پہلے ہیمبرگ میں پھر وٹن برگ میں پناہ گزین ہوا اور اپنے ترجمے کے کام میں مصروف رہا۔ سنہ ۱۵۲۵ء میں مقام کلون میں اس نے عہد جدید کا ترجمہ چھپوانا شروع کیا۔ مگر ریفارمیشن کے دشمن جان کاکلیس نے طباعت انجیل کے کام کو موقوف کرا دیا اور انگلستان کے بادشاہ کو کہلا بھیجا کہ یہ زہریلے اوراق اس ملک میں داخل نہ ہونے پاویں۔ ٹنڈیل یہاں سے بھی بھاگ کر مقام ورمس میں پہنچا جہاں اس نے اپنے کام کو جاری رکھکر کسی نہ کسی طرح انجام پر پہنچایا اور سنہ ۱۵۲۶ء کے اختتام سے قبل اپنے مطبوعہ ترجمہ کو انگلستان میں داخل کر دیا۔ انگلستان میں یہ نسخے ہاتھوں ہاتھ فروخت ہونا شروع ہو گئے۔ اس کا حکومت کی جانب سے یہ انعام ملا کہ جتنے نسخے مل سکے وہ سب کے سب بر سر بازار جلا دئے گئے۔ مگر ٹنڈیل مردانہ وار اپنے کام میں لگا رہا۔ اس نے اپنے ترجمے کے متعدد ایڈیشن ہر مرتبہ نظر ثانی کے بعد نکالے اور سب سے آخری ایڈیشن اینٹورپ سے سنہ ۱۵۳۵ء میں نکالا جس کا ایک نسخہ کیمبرج یونیورسٹی لائبریری میں اور ایک نسخہ اکسفورڈ ایگزیٹر کالج میں آج بھی موجود ہے۔ مگر اس کارنامے کے بعد ٹنڈیل گرفتار کر لیا گیا، قید میں رکھا گیا، اور بالآخر ۶ اکتوبر سنہ ۱۵۳۶ء کو گلا گھونٹ کر مار ڈالا گیا اور اس کی نعش کو جلا دیا گیا۔ تماشہ کی بات تو یہ ہے کہ سنہ ۱۵۳۵ء میں انگلستان میں جو پوری بائبل پہلی مرتبہ طبع ہوئی وہ ٹنڈیل ہی کی ترجمہ کی ہوئی بائبل کی طبع جدید تھی۔ ڈاکٹر ویسٹکوٹ اپنی کتاب تاریخ انگریزی بائبل کے صفحہ ۳۱۶ پر لکھتے ہیں کہ:

"انگریزی بائبل کی تاریخ کی ابتدا ٹنڈیل کے کارناموں سے ہوتی ہے نہ کہ کلیف کے کارناموں سے"!

تقریباً اسی زمانہ میں مائلس کوورڈیل Miles Coverdale نے بھی ایک ترجمہ چھپوایا اور یہ ترجمہ بھی انگلستان سے باہر چھپا۔ یہ شخص ٹنڈیل ہی کی جماعت کے لوگوں میں سے تھا اس نے

اپنے ترجمہ میں لوتھر کی تفسیر سے بہت مدد لی۔

ٹنڈیل اور کوورڈیل کے نسخوں کی مقبولیت دیکھ کر انگلستان کے کتب فروشوں کے منہ میں بھی پانی آگیا اور انہوں نے خیال کیا کہ انجیل کے ترجموں کی طباعت و اشاعت دولتمند بننے کا نہایت اچھا ذریعہ ثابت ہوگی چنانچہ چاروں طرف سے ترجموں کا شور مچنا شروع ہوگیا۔

جان راجرس (John Rogers) نے ٹامس میتھیو (Thomas Matthew) کے نام سے بلحاظ طباعت ایک نہایت نفیس ترجمہ شائع کیا جو میتھیوز بائبل (Matthew's Bible) کے نام سے موسوم ہے مگر اس بیچارہ کا حشر بھی یہ ہوا کہ اُسے گرفتار کرکے زندہ جلا دیا گیا۔ اس کے بعد رچرڈ ٹریورنر (Richard Traverner) نے ادھر ادھر کے ترجموں سے چوری کرکے ایک ترجمہ نکالا مگر یہ کچھ مقبول نہ ہوا۔

اب تک جتنے ترجمے شائع ہوئے تھے وہ افراد کی جانب سے تھے اور نجی طور پر شائع ہوئے تھے۔ نہ حکومت کو اُن میں کوئی دخل تھا نہ پادریوں کو اُن سے کوئی سروکار۔ ۱۵۳۹ء میں پادریوں اور بشپوں نے بڑے پیمانوں پر اور بڑے اہتمام کے ساتھ اپنی جانب سے ایک مستند ترجمے کے طبع کرانے کا انتظام کیا اور اُس کا نام دی گریٹ بائبل (The Great Bible) رکھا۔ پادریوں کے اس گروہ کے سرغنا ٹامس کرینمر (Thomas Cranmer) آرچ بشپ آف کینٹربری یعنی انگلستان کے لاٹ پادری تھے۔ مترجموں کی ایک جماعت مرتب کی گئی جس کے سرغنا کوورڈیل بنائے گئے اور ترجمہ کی بنیاد میتھیوز بائبل کو قرار دیا گیا۔ ترجمہ کا کام پیرس میں شروع اور لندن میں ختم کیا گیا۔ طباعت کے لحاظ سے اور نمائشی اعتبار سے یہ بائبل اپنے زمانہ میں بےنظیر تھی۔ ۱۵۳۹ء سے ۱۵۴۱ء تک اس کتاب کے سات ایڈیشن نکل چکے تھے۔ دوسرے ایڈیشن میں جو ۱۵۴۰ء میں نکلا ایک طویل دیباچہ آرچ بشپ کرینمر کے قلم کا لکھا ہوا شامل کیا گیا اور اس بنا پر اس کا نام کرینمرز بائبل پڑ گیا۔

اس وقت ایک طرف تو مذہبی بیداری کا یہ عالم تھا کہ اناجیل کے ترجموں پر ترجمے شائع ہو رہے تھے حتیٰ کہ پادریوں کی جماعت تک نے ایک مستند ترجمہ شائع کر دیا تھا اور دوسری طرف حکومت کی طرف سے یہ برتاؤ ہو رہا تھا کہ احکام صادر ہو رہے تھے کہ ٹنڈیل کا ترجمہ کوئی نہ پڑھے، کورڈیل کی بائیبل کو کوئی ہاتھ نہ لگائے۔ دوسرے ترجموں سے نوٹ اور حواشی خارج کر دئے جائیں۔ کوئی معمولی عورت، مزدور، قلی، کسان، کاشتکار، خدمتگار، کاریگر، مسافر، بائیبل کے کسی حصہ کو نہ پڑھے نہ اُسے کسی اور کام میں لائے نہ اُس پر عمل کرے، ورنہ سزائے جرمانہ یا قید کا مستوجب ہوگا۔ گریٹ بائبل کے موجد آرچ بشپ کرینمر زندہ جلا دئے گئے۔ جان راجرس ان سے قبل ہی ختم کر دیے گئے تھے۔ کورڈیل اور اُن کے ہم مشرب ساتھی اپنی جان بچا کر بھاگے اور جینوا میں پناہ گزیں ہوئے۔ اس وقت جینوا میں کالون اور بیزا بھی مقیم تھے جو اپنے زمانہ کے مشہور مصلح عیسویت اور ریفارمر تھے۔ یہاں ان لوگوں کو ملکر اپنا کام جاری رکھنے کی خاصی مہلت مل گئی۔ چنانچہ انھوں نے پھر ترجموں پر نظر ثانی کر کے بائبل کا ایک جدید ایڈیشن نکالا۔ جینوا میں آکر ان لوگوں کی محنت کا پہلا ثمرہ یہ نکلا کہ جون سنہ ۱۵۵۷ء میں عہد جدید کا ایک نیا ایڈیشن نکلا جس میں کالون کا لکھا ہوا ایک مقدمہ بھی شامل تھا اور آیات و ابواب کی تقسیم بھی کی گئی تھی۔ اناجیل میں یہ آیات و ابواب کی پہلی تقسیم تھی۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اس تقسیم کے کرنے میں دوسری زبانوں کی اناجیل کی پیروی کی گئی ہے۔ علاوہ اس کے اس نسخہ میں حواشی بھی تھے۔ بعض لوگ کالون کی اس کارگذاری کو ولیم وٹنگم (William Whittingham) سے منسوب کرتے ہیں۔

اس کے بعد جینوا ہی سے سنہ ۱۵۶۰ء میں بائبل کا ایک مکمل ایڈیشن نکالا گیا جس میں عہد عتیق اور عہد جدید دونوں شامل تھے اور عہد عتیق میں بھی مثل عہد جدید مذکورۃ الصدر کے آیات و ابواب کی تقسیم کر دی گئی تھی۔ حواشی بھی درج تھے۔ اس کی طباعت کے مصارف اہل جینوا نے برداشت کیے تھے اس لئے اس کا نام جینوا بائبل پڑ گیا۔ اس نسخہ کے خاص مؤلف ولیم وٹنگم (William Whittingham

اینتھونی گلبی (Anthony Gilby ، اور تھامس سیمپسن (Thomas Sampson
بیان کئے جاتے ہیں۔ یہ نسخہ بہت مقبول ہوا اور گریٹ بائبل پر بھی فوقیت لے گیا۔ آرچ بشپ میتھو پارکر (Archbishop Matthew Parker) نے ۱۵۶۸ء میں جنیوا بائبل پر نظر ثانی کرکے اور چند حواشی کا اضافہ کرکے ایک جدید بائبل بنائی اور اس کا نام بشپس بائبل (Bishops' Bible) رکھا مگر مقبولیت عام میں یہ جنیوا بائبل پر سبقت نہ لیجا سکی۔

ٹنڈل کے زمانے سے لیکر اس وقت تک جتنے ترجمے شائع ہوئے سب اصلاح پسند لوگوں کے کئے ہوئے تھے۔ اب قدامت پسند رومن کیتھولکس کو بھی میدان میں آنے کا شوق ہوا چنانچہ "غلط ترجموں کے ذریعہ لوگوں کے عقاید کی خرابی کی روک تھام" کی غرض سے اونہوں نے بھی ایک ترجمہ کر ڈالا جو رومن ترجمہ ولگٹ کا لاطینی آمیز انگریزی ترجمہ ہے۔

انقلاب زمانہ کی اس سے عجیب تر مثال کیا ہوگی کہ جو حکومت پارلیمنٹری احکام کی قوت سے انجیل کے ترجموں کو جلا ڈالتی تھی، ترجمہ کرنے والوں کو قتل کر دیتی تھی، اور انجیل پڑھنے والے عوام الناس کو قید کرتی تھی وہ اب خود بائبل کا ترجمہ بڑے اہتمام سے کرتی ہے۔ بادشاہ انگلستان شاہ جیمس اول جنوری ۱۶۰۳ء میں تخت انگلستان پر بیٹھتا ہے اور چند ہی ماہ بعد ہیمپٹن کورٹ کے محل میں ہر طبقہ ہر فرقہ اور ہر گروہ کے پادریوں کی کانفرنس کرتا ہے، خود اس کا صدر بنتا ہے اور حکم دیتا ہے کہ بائبل کا ایک مستند ترجمہ کیا جائے۔ بہترین اشخاص اور اعلیٰ ترین تعلیم کے لوگ بہترین تحقیقی زبان میں ترجمہ کریں۔ سب پادری اور بشپ اس پر نظر ثانی کریں۔ پھر پریوی کونسل میں وہ پیش ہو۔ اس کے بعد مہر شاہی اس پر ثبت ہو اور سارا چرچ اس کا اور صرف اسی کا مطیع ہو جائے گویا فرمان خداوندی کو ایک عاجز دنیوی بادشاہ کی منظوری کا (نعوذ باللہ) محتاج بنا دیا جائے۔ چنانچہ حکم کی تعمیل ہوتی ہے۔ ۱۶۰۷ء میں کام شروع ہوتا ہے اور ۱۶۱۱ء میں کتاب چھپکر تیار ہو جاتی ہے۔ دی اتھرائزڈ ورشن (The Authorized Version) یعنی مستند ترجمہ اور کنگ جیمس بائبل (King

Jame's Bible (یعنی خدا کی نہیں بلکہ شاہ جیمس کی بائبل اس کا نام رکھا جاتا ہے) مگر حقیقت یہ ہے کہ ۱۵۶۸ء کی بشپس بائبل (Bishops, Bible) پر نظر ثانی کے سوا اس میں اور کچھ نہیں۔ اس مستند ترجمہ پر عیسائی علماء ہی کی جانب سے جس کثرت اور بہ شدت سے اعتراضات ہوتے رہے ہیں ان کی جانب اشارہ ہم اپنے مضمون نمبر ۲ میں کر چکے ہیں۔ انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا طبع جدید سنہ ۱۹۲۹ء جلد ۳ میں زیر عنوان "بائبل" صفحہ ۵۳۴ پر صاف اعتراف کیا گیا ہے کہ:۔ باوجود اس کے یعنی باوجود اس خوبی کے جس سے کہ یہ ترجمہ کیا گیا ہے (ترجمہ کی اصلاح اور بہتری کا کام صدیوں سے اب بھی جاری ہے۔ چنانچہ اس مستند ترجمہ کی جدید اشاعت کا مقابلہ ۱۶۱۱ء کی اصلی اشاعت سے کیا جائے تو بہت بڑا فرق نظر آئے گا۔" اصلاح و بہتری کی یہ کوششیں تو صدیوں تک جاری رہیں گی مگر ان سے کوئی مفید نتیجہ مرتب نہ ہوگا۔ اس مستند ایڈیشن کے بعد اس کام میں بعض امریکہ والوں کو بھی شرکت ہوگئی اور ۱۸۸۱ء میں عہد جدید اور ۱۸۸۴ء میں عہد عتیق کا نظر ثانی کیا ہوا نسخہ ریوائزڈ ورشن (The Revised Version) کے نام سے پھر نکل چکا ہے مگر خود عیسائی علماء کی بھی تسکین اس سے نہ ہوئی اور وہ اب تک تحقیق و تنقید و تفتیش کی ضرورت کو محسوس کئے جا رہے ہیں منصف مزاج محققین کا اس پر اتفاق ہے کہ ۱۵۲۶ء سے بائبل کے اصل عبرانی متن سے کوئی ترجمہ نہیں ہوا۔ چوتھی صدی میں سینٹ جروم نے یونانی ترجمہ سے اپنا لاطینی ترجمہ کیا اور اس لاطینی ترجمہ سے رومی ولگٹ مرتب ہوا اور رومی ولگٹ سے یورپ کی تمام بقیہ زبانوں میں ترجمہ ہوا جس میں انگریزی زبان بھی شامل ہے۔ اور اس بات کا سب کو اعتراف ہے کہ بائبل کا اصلی اور سچا نسخہ اب دنیا سے مفقود ہے پس قصہ ختم شد۔ ظنیات کی بناء پر صحت کے متعلق اطمینان محال ہے۔

خصوصیات تعلیمی

اب تک کتب عہد جدید کے بحیثیت مجموعی معتبر یا غیر معتبر ہونے سے بحث تھی اب ان کتب وحی کی تعلیمی خصوصیات سے بحث کی جاتی ہے ضمناً اس امر پر بھی روشنی ڈالی جائے گی کہ بعض تعلیمات حقیقتاً ہیں کیا اور انہیں علماء کیا سے کیا بنا گئے۔ اناجیل مروجہ سے بھی یہ ثابت ہوتا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کوئی جدید شریعت لیکر نہیں آئے بلکہ

موسیٰ علیہ السلام ہی کی شریعت کو قائم رکھنے اور اُسے یہودیوں کی پیدا کردہ خرابیوں سے پاک صاف کرنے آئے تھے۔ گویا عیسویت موسویت ہی کا تتمہ ہے متی باب ۵ آیت ۱۷ تا ۲۰ میں خود عیسیٰ علیہ السلام کا یہ قول منقول ہے:

"یہ خیال مت کرو کہ میں توریت یا نبیوں کی کتابوں کو منسوخ کرنے آیا ہوں منسوخ کرنے نہیں بلکہ پورا کرنے آیا ہوں۔ کیونکہ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ جب تک آسمان اور زمین ٹل نہ جائیں توریت کا ایک نقطہ یا ایک شوشہ پورا ہوئے بغیر نہ ٹلیگا۔ پس جو کوئی ان چھوٹے سے چھوٹے حکموں میں سے بھی کسی حکم کو توڑیگا اور دوسروں کو توڑنے کی ہدایت کرے گا وہ آسمان کی بادشاہت میں سب سے چھوٹا کہلائے گا۔ لیکن جو ان پر عمل کرے گا۔ اور ان کی دوسروں کو تعلیم دیگا وہ آسمان کی بادشاہت میں سب سے بڑا کہلائیگا۔ پس میں تم سے کہے دیتا ہوں کہ اگر تمہاری راستبازی فقیہوں اور فریسیوں کی راستبازی سے زیادہ نہ ہوگی تو تم آسمان کی بادشاہت میں داخل نہ ہوسکوگے"

متی باب ۲۳ آیہ ۱ تا ۳ میں منقول ہے کہ:۔

"تب یسوع لوگوں اور اپنے شاگردوں سے کہنے لگا کہ فقیہ اور فریسی موسیٰ کی گدی پر بیٹھے ہیں اس لئے وہ جو کچھ تمہیں ماننے کو کہیں مانو اور عمل میں لاؤ لیکن ان کے سے کام نہ کرو کیونکہ وہ کہتے ہیں مگر کرتے نہیں۔"

جب یہ ثابت ہوگیا کہ عیسویت موسویت کی ناسخ نہیں اور موسیٰ علیہ السلام کی شریعت کے ہر حکم کی تعمیل عیسائیوں پر فرض ہے اور عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے متبعین کو اس بات کی اجازت نہیں دی کہ وہ اس شریعت کے جس حکم کو چاہیں مانیں اور جسے نہ چاہیں نہ مانیں تو عیسوی تعلیمات کی خصوصیات دریافت کرنے کے لئے ضروری ہوگیا کہ توریت اور انجیل دونوں پر یکساں طور پر نظر ڈالی جائے۔ اناجیل میں توریت کی طرح احکام شریعت

کا نہ ہونا اس امر کی دلیل نہیں کہ عیسائی قیود شریعت سے آزاد ہیں۔ دیگر صحف انبیاء بنی اسرائیل بھی توریتی احکام شریعت سے خالی ہیں مگر داؤد اور یرمیاہ اور یسعیاہ اور عزرا اور دانیال اور حزقیل اور یشوع اور سموائیل نے اپنے آپ کو احکام توریت کی تعمیل سے مستثنیٰ نہ رکھا بلکہ خود عیسیٰ علیہ السلام نے بھی ان احکام کی حفاظت کی اور اپنی امت کو ان کی تعمیل کا حکم فرمایا اور بار بار حکم فرمایا۔ ان حالات میں عیسائیوں کا صرف مسیح پر ایمان لے آنا اور عملی اعتبار سے اپنے آپ کو شریعت کی پابندی سے آزاد رکھنا عیسوی نقطہ نظر سے بھی قابل اعتراض ہے۔

ایمان و عمل | انجیل کی رو سے ایمان بلا عمل نجات کے لئے ہرگز کافی نہیں۔ گلتیون کے باب ۴ آیہ ۴ میں ہے کہ :-

"جب وقت پورا ہوا تب خدا نے اپنے بیٹے کو بھیجا جو عورت سے پیدا ہو کے شریعت کے تابع ہوا"

۱۔ تمطاوس باب ۵ آیہ ۸ میں ہے کہ :-

"اگر کوئی اپنوں کی اور خاصکر اپنے ہی گھر کی خبر گیری نہ کرے تو ایمان سے منکر اور بے ایمان سے بدتر ہے"۔

گھر کی خبر گیری عمل ہے اور اس عمل سے غافل رہنا ایمان تک کی بربادی کا باعث بتلایا گیا ہے۔ عمل کی ضرورت اس سے ظاہر ہے۔

۲۔ تمطاوس باب ۲ آیہ ۱۹ میں ہے کہ :- "جو مسیح کا نام لیتا ہے بدی سے باز رہے" لوقا باب ۱۹ آیہ ۸ میں یہ واقعہ درج ہے کہ محصول لینے والوں کے سردار اور متمول شخص زکی نے جب کھڑے ہو کر مسیح سے کہا کہ "میں اپنا آدھا مال غریبوں کو دیتا ہوں اور اگر کسی کا کچھ دغا بازی سے لیا ہے تو اس کا چوگنا دیتا ہوں" تو یسوع نے اس کے حق میں کہا کہ "آج اس گھر میں نجات آئی" یہاں بھی نجات کا انحصار عمل پر ہوا

متی باب ۷، آیہ ۲۱ تا ۲۴ میں ہے کہ:۔

"ہر ایک جو مجھے خداوند خدا کہتا ہے آسمان کی بادشاہت میں شامل ہوگا مگر وہی جو میرے باپ کی جو آسمان پر ہے مرضی پر چلتا ہے۔ اس دن بہتیرے مجھے کہیں گے اے خداوند اے خداوند کیا ہم نے تیرے نام سے نبوت نہیں کی اور تیرے نام سے دیوں کو نہیں نکالا اور تیرے نام سے بہت سی کرامات ظاہر نہیں کیں۔ اس وقت میں ان سے صاف کہوں گا کہ میں کبھی تم سے واقف نہ تھا اے بدکارو میرے پاس سے دور ہو پس جو کوئی میری یہ باتیں سنتا اور انھیں عمل میں لاتا ہے میں اسے اس عقلمند آدمی کی مانند ٹھیراتا ہوں جس نے چٹان پر اپنا گھر بنایا۔"

متی باب ۱۶ آیہ ۲۷ میں قیامت کے متعلق مندرجہ ذیل الفاظ درج ہیں:۔

"ابن آدم اپنے باپ کے جلال میں اپنے فرشتوں کے ساتھ آوے گا تب ہر ایک کو اس کے اعمال کے موافق بدلا دیگا۔"

عہد عتیق اور عہد جدید کی متعدد کتابوں میں بکثرت اور بصراحت آیا ہے کہ قیامت کے دن اعمال نیک اور اعمال بد پر جزا و سزا مترتب ہوگی۔ لوقا کے باب ۱۰ میں ایک واقعہ درج ہے کہ کسی شریعت سکھلانے والے نے عیسیٰ علیہ السلام سے پوچھا کہ میں کیا کروں جو نجات پاؤں۔ آپ نے فرمایا کہ شریعت کے احکام بجا لا نجات اسی سے ہوگی۔ یوحنا باب ۱۴ آیہ ۱۵ میں ہے کہ:۔

"اگر تم مجھے پیار کرتے ہو تو میرے حکموں پر عمل کرو"۔ طیطس باب ۱ آیہ ۱۶ میں ہے کہ:۔

"خدا کے پہچاننے کا اقرار تو کرتے ہیں پر کاموں کی راہ سے اس کا انکار کرتے ہیں وے نفرت کے لائق اور نافرمانبردار ہیں۔ اور ہر ایک نیک کام کے لئے نامقبول"۔ مکاشفات باب ۲۲ آیہ ۱۴ میں ہے کہ:

"مبارک وے ہیں جو اس کے حکموں پر عمل کرتے ہیں تاکہ زندگی کے درخت پر انکا اختیار ہو اور وے اُن

دروازوں سے شہر میں داخل ہوں مگر کتے اور جادوگر اور حرامکار اور خونی اور بت پرست اور جو کوئی جھوٹ کو چاہتا اور بولتا ہے سب باہر ہیں" یعقوب باب ۲ آیات ۱۴ تا ۲۶ بھی ملاحظہ ہوں:-

اے میرے بھائیو اگر کوئی کہے کہ میں ایماندار ہوں اور عمل نہ کرتا ہو تو کیا فائدہ کیا ایمان اسے بچا سکتا ہے۔ اگر کوئی بھائی یا بہن ننگا ہوے اور روزینہ کی روٹی میسر نہ ہو اور تم میں سے کوئی انہیں کہے کہ سلامت جاؤ گرم اور سیر ہو پر تم انہیں وے چیزیں جو بدن کو ضرور ہیں نہ دو تو کیا فائدہ۔ اسی طرح ایمان بھی اگر عمل کے ساتھ نہ ہو تو وہ اکیلا ہو کر مردہ ہے لیکن شائد کوئی کہے کہ ایمان تجھ میں ہے اور میرے پاس اعمال ہے تجھ پر ظاہر کروں گا۔ تو ایمان لاتا ہے کہ خدا ایک ہے تو اچھا کرتا ہے۔ شیاطین بھی یہی مانتے ہیں اور تھرتھراتے ہیں۔ پر اے واہی آدمی کب تجھکو معلوم ہو گا کہ ایمان بے اعمال کے مردہ ہے۔ کیا ہمارا باپ ابراہام اعمال سے راستباز نہیں ٹھیرایا گیا..... بھلا تو اپنا ایمان بغیر اپنے اعمال کے مجھ پر ظاہر کر اور میں اپنے ایمان کو اپنے اعمال سے تجھ پر ظاہر کروں گا

پس تم دیکھتے ہو کہ آدمی اعمال سے راستباز ٹھیرایا جاتا ہے اور صرف ایمان سے نہیں ...... پس جیسا بدن بے روح مردہ ہے ویسا ہی ایمان بے اعمال مردہ ہے"

انجیل میں جہاں اقتباسات مندرجہ بالا کی رو سے ایمان کے ساتھ عمل کی ضرورت پر اس شدت کے ساتھ زور دیا گیا ہے وہاں تماشہ کی بات یہ ہے کہ بعض کتب مقدسہ میں مثلاً پولوس کے رومیوں کے نام خط کے ابواب ۳ و ۴ و ۶ میں اور انہیں پولوس کے گلتیوں کے نام خط کے باب ۵ میں یہ بھی لکھا ہے کہ صرف مسیح پر ایمان لانا نجات کے لیے کافی ہے اور اعمال خیر پر اعتماد محض بیوقوفی ہے اور شریعت پر چلنے والے لوگ مسیح سے جدا ہو جاتے ہیں اور سرے سے عیسائی ہی نہیں رہتے اور خدا کی رحمت سے مایوس ہیں۔ چنانچہ زمانہ حال کے مدعیان عیسویت کا مسلک بیشتر یہی پایا جاتا ہے۔ جن کتابوں میں تحریفات و الحاقات و اختلافات کا

ہونا مسلم ہو اُن میں اس قسم کے متضاد و متناقض مضامین کا پایا جانا کوئی تعجب انگیز بات نہیں ۔

ایمان و عمل کے مسئلہ میں اس اختلاف کی ابتداء پولوس کے زمانہ میں واقع ہوئی اور پولوسی جماعت ہی شریعت موسوی کی اس بے احترامی کی ذمہ دار ہے۔ ابتداء میں حواریوں نے تبلیغ مذہب کا دائرہ صرف یہودیوں ہی تک محدود رکھا تھا۔ پولوس اس زمانہ میں عیسویت کا سخت دشمن تھا۔ اس نے حواریوں اور ان کے متبعین کو بڑی بڑی ایذائیں پہنچائیں جب وہ تائب ہو کر اپنی ان حرکتوں سے باز آیا اور دین عیسوی میں داخل ہوا تو برنباس کی ہمراہی میں اُس نے بھی تبلیغی امور میں حصہ لینا شروع کیا اور اپنی تبلیغی کوششوں کو اقوام غیر یہود تک (جنہیں اس زمانہ میں "جنٹائل" کہتے تھے) پہنچایا۔ ان کوششوں کی کامیابی میں آسانیاں پیدا کرنے کے لئے اس نے جو تدبیریں سوچیں ان میں سے ایک یہ بھی تھی کہ غیر یہود اقوام کے لوگوں میں سے جدید ایمان لانے والوں کو احکام توریت کی پابندی سے آزاد کر دیا جائے۔ چنانچہ بیت المقدس کی مذہبی جماعت کے سامنے یہ مسئلہ پیش کیا گیا۔ اس کا جو نتیجہ ہوا وہ عہد جدید کی کتاب اعمال، باب ۱۵ (از آیہ ۲۲ تا ۲۹) میں ان الفاظ میں درج ہے۔

> تب رسولوں اور بزرگوں نے سارے کلیسیہ سمیت بہتر جانا کہ اپنے میں سے کئی شخص چن کے پولوس اور برنباس کے ساتھ انطاکیہ میں بھیجیں۔ یعنی یہوداہ کو جس کا لقب برسباس ہے اور سیلاس کو جو بھائیوں میں مقدم تھے۔ اور ان کے ہاتھ یہ لکھ بھیجا کہ اُن بھائیوں کو جو غیر قوموں میں سے ہیں اور انطاکیہ اور شام اور کلیکیہ میں رہتے ہیں رسولوں اور بزرگوں اور بھائیوں کا سلام۔ از بسکہ ہم نے سنا ہے کہ ہم میں سے بعضوں نے جن کو ہم نے حکم نہیں کیا جا کر تمہیں اپنی باتوں سے گھبرا دیا ہے اور تمہارے دلوں کو یہ کہہ کے پریشان کر دیا ہے کہ ختنہ کرو اور شریعت پر چلو۔ سو ہم نے باہم متفق ہو کر یہ بہتر جانا کہ اپنے عزیزوں برنباس اور پولوس کے ہمراہ جو کہ ایسے لوگ ہیں

جنہوں نے اپنی جان ہمارے خداوند یسوع مسیح کے نام پر خطرہ میں ڈالی بعض منتخب اشخاص کو تمہارے پاس بھیں۔ چنانچہ ہمنے یہوداہ اور سیلاس کو بھیجا جو تمہے زبانی بھی یہ باتیں بیان کریں گے کیونکہ روح القدس نے اور ہمنے بہتر جانا کہ ان ضروری باتوں کے سوا تم پر اور کوئی بات کا بوجھ نہ ڈالیں کہ تم بتوں کے چڑھاووں اور لہو اور گلا گھونٹی ہوئی چیزوں اور حرام کاری سے پرہیز کرو۔ اگر تم ان چیزوں سے اپنے بچائے رہوگے تو خوب کروگے سلامت رہو۔ تب وے رخصت ہوکر انطاکیہ میں آئے اور جماعت کو اکٹھا کرکے وہ خط اُنہوں نے دیا اور جماعت کے لوگ اُس خط کو پڑھکر اس تسلی کی بات سے خوش ہوے ''

یہ پہلا پولوسی گولہ تھا جو عیسائیوں کی پابندی شریعت پر پڑا۔ آگے چلکر یہودی اور غیر یہودی عیسائیوں کا امتیاز بھی اُٹھ گیا اور اس رخصت نے اباحت کی صورت اختیار کرلی پھر اباحت نے استحباب کی صورت اختیار کی اور رفتہ رفتہ یہ حالت ہوگئی کہ شریعت کی پابندی بدعت اور بعض صورتوں میں کفر قرار دیگئی۔ شریعت موسوی سے نفرت اور بیزاری کا اظہار ہونے لگا اور اس اظہار نفرت میں توڑ شریعت ہم معنی الفاظ لکھے جانے لگے۔ یہی پولوس ہیں جو رومیوں کے خط باب ۴ آیہ ۱۵ میں لکھتے ہیں کہ

'' شریعت قہر کا سبب ہے ''

اور قرنتیوں کے دوسرے خط کے باب ۳ آیہ ۱۳ و ۱۴ میں لکھتے ہیں کہ:۔

'' ہم موسیٰ کی طرح عمل نہیں کرتے جس نے اپنے چہرہ پر پردہ ڈالا تاکہ بنی اسرائیل اس اٹھ جانے والی کی غایت تک بخوبی نہ دیکھیں ''

اور عبرانیوں کے خط باب ۷ آیہ ۱۸ و ۱۹ میں لکھتے ہیں کہ:۔

'' اگلا قانون (یعنی توریت کے دس حکم) اس لئے کہ کمزور اور بیفائدہ تھا اٹھ گیا

کیونکہ شریعت نے کچھ کامل نہ کیا"۔

اور گلتیوں کے خط باب ۵ آیہ ۴ میں لکھتے ہیں کہ :۔

"تم جو شریعت کی رو سے راست باز بنا چاہتے ہو تو مسیح سے جدا ہوئے اور فضل کی نظر سے گر گئے"۔

اور قلسیون کے خط باب ۲ آیہ ۱۳ و ۱۴ و ۱۵ میں لکھتے ہیں کہ :۔

"اُس نے (یعنی مسیح نے) تمہارے سب گناہ بخشدیے، اور حکموں کی دستاویز جو ہمارے مخالف تھی (یعنی توریت کے احکام خداوندی جو پولوس کے مخالف تھے ہماری بابت شادیانے) (یعنی پولوسیون کے لئے وہ احکام منسوخ کردیے) اور اس کو بیچ میں سے اُٹھاکے صلیب پر کیلیں جڑ دیں (یعنی ان احکام کو نہ صرف نیست و نابود کردیا بلکہ قبولیت کی سزا دیکر نیست و نابود کیا کہ عیسائیوں کے سامنے اب اُن کا نام لینا بھی گناہ ہوگیا) اور حکومتوں اور ریاستوں کا اقتدار چھین لیا اور اُنھیں برملا رسوا کرکے اُن پر شادیانے بجائے"۔

یہاں "حکومتوں اور ریاستوں کا اقتدار چھین لیا" سے یہ مراد ہے کہ شریعت سکھلانے والے فقیہوں اور فریسیوں کو جو اقتدار حاصل ہوگیا تھا وہ بوجہ تعطیل شریعت اُن سے جاتا رہا اور اُن کی اِس رسوائی اور بیقدری پر خوشی کے شادیانے بجائے گئے۔

بلندی سے پستی کی جانب اترنا آسان ہے مگر پستی سے بلندی پر آنا ذرا مشکل ہے۔ انسان بالطبع ازادی پسند اور آسانی پسند واقع ہوا ہے۔ جب پولوس نے شریعت کی بندشوں کو نہایت بے باکی کے ساتھ اسقدر ڈھیلا کردیا تو ان کے متبعین نے ان کے بعد کیا کچھ گل نہ تراشے ہوں گے۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ عیسائی مذہب کے مشہور مجدد و مصلح و ریفارمر اور فرقہ پراسٹسنٹ کے بانی مارٹن لوتھر (۱۴۸۳ء تا ۱۵۴۶ء) عیسائیوں کو کلیسا

اور پادریوں کی غلامی سے آزادی دلانے کے جوش میں انھیں اصلی مذہب کی پابندی سے بھی آزاد کئے دیتے ہیں۔ لوتھر صاحب کی تصانیف میں اس نوع کے فقرے بکثرت پائے جاتے ہیں کہ: "ہم نہیں سنیں گے اور نہ دیکھیں گے موسیٰ کو اس لئے کہ وہ صرف یہودیوں کے لئے تھا اور اس کو ہم سے کسی چیز میں علاقہ نہیں۔" "ہم نہ قبول کریں گے موسیٰ کو اور نہ اُس کی توریت کو اس لئے کہ وہ تو دشمن عیسیٰ ہے۔" "موسیٰ تو جلادوں کا استاد ہے۔" "دس حکموں کو عیسائیوں سے کچھ علاقہ نہیں۔" "اور ان دس حکموں کو خارج کرنا چاہئے تا تمام بدعت ابھی موقوف ہو جائے کیوں کہ یہ احکام جملہ بدعات کے سرچشمے ہیں۔" "خدا گناہ کا موجد ہے۔" (نعوذ باللہ) "انسان گناہ سے بچنے پر مختار نہیں۔" "دس حکموں پر عمل کرنا انسان کے لئے ناممکن ہے۔" "فقط ایمان رکھو اور یقین کرلو کہ روزے اور پرہیزگاری اور اعمال نیک کی مشقت کے بغیر تم بخشے جاؤ گے اور تمہاری نجات اتنی یقینی ہے جتنی کہ خود مسیح کی۔ ہاں گناہ کرو اور خوب دلیری سے گناہ کرو۔ فقط ایمان رکھو اگرچہ ایک دن میں تم ہزار مرتبہ حرامکاری یا خون کے مرتکب ہو۔ صرف ایمان رکھو اور میں کہتا ہوں کہ تمہارا ایمان تمکو بچا لیگا۔"

لوتھر کے شاگرد رشید یوسی بیوس جو کہ فرقہ اینٹی نومنس کے بانی ہیں لکھتے ہیں کہ: "یہ دس حکم کلیسہ میں نہ سکھلائے جائیں۔" "جو لوگ دس احکام کی تعمیل میں مصروف رہتے ہیں وہ شیطان سے علاقہ رکھتے ہیں۔ وہ سولی پائیں موسیٰ کے ساتھ۔" یہ دس احکام عہد عتیق کی کتاب خروج باب ۲۰ میں بالتفصیل درج ہیں اور مختصراً یہ ہیں۔

۱۔ شرک نہ کرو۔

۲۔ بت پرستی نہ کرو۔

۳۔ خدا کا نام بے فائدہ مت لو۔

۴۔ یوم السبت کو پاک رکھو اور اس دن کوئی کام نہ کرو۔

۵- ماں باپ کی عزت کرو۔

۶- خون مت کرو۔

۷- زنا مت کرو۔

۸- چوری مت کرو۔

۹- پڑوسی کے خلاف جھوٹی گواہی نہ دو۔

۱۰- ہمسایہ کو تکلیف نہ دو۔

ان احکام عشرہ کے عدم تعمیل کے معنے یہ ہوئے کہ شرک کرو، بت پرستی کرو، خدا کا نام بے فائدہ لو، یوم السبت کی بے احترامی کرو، ماں باپ کی عزت نہ کرو، خون کرو، زنا کرو، چوری کرو، پڑوسی کے خلاف جھوٹی گواہیاں دو، ہمسایوں کو تکلیف پہنچاؤ۔ اس دستورالعمل کا نام مذہب رکھا گیا ہے۔ اور اس پولوسی مذہب کے بانیوں نے اس دستورالعمل کی صرف زبانی تعلیم ہی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ تاریخ کا مطالعہ کیا جائے اور ان لوگوں کے سوانح کو دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ لوتھر اور پولوسی بیوس وغیرہ نے اس کے مطابق عمل کرکے بھی دکھلا دیا۔ اس زمانے کے جو عیسائی اُن تعلیمات پر عمل کرتے ہیں ان کو مسلمان علمائے محققین عیسائی نہیں کہتے بلکہ پولوسی کہتے ہیں اور اہل کتاب کے زمرہ سے خارج کرتے ہیں۔ جو احکام کہ اسلام میں اہل کتاب کے متعلق اور مسلمانوں کے اہل کتاب سے برتاؤ کے متعلق آئے ہیں اُن سے پولوسی گروہ کو متمتع ہونے کا کوئی حق حاصل نہیں۔ بہرحال ہم کو اس سلسلہ میں [illegible] پولوسی [illegible] عقائد و اعمال سے سروکار نہیں ہم کو تو کتب سماوی کے سلسلہ میں تعلیمات انجیل پر تبصرہ کی ضرورت [illegible] ان تعلیمات کو موجودہ [illegible] قبول کریں یا نہ کریں۔

ہم بیان کر چکے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام [illegible] کو یہ حکم دیا تھا کہ علمائے یہود کی ذاتی خرابیوں سے بچو اور اُن خرابیوں میں ان کی تقلید نہ کرو مگر [illegible] تربیت دوسری کرایا بہ تعلیم [illegible]

عمل کرو کیونکہ احکام توریت عیسائیوں کے لئے واجب العمل ہیں۔ گویا شریعت موسوی اور شریعت عیسوی ایک ہی چیز ہے۔ اب ہم اس اعتبار سے شریعت عیسوی کی چند خصوصیات یہاں بیان کرتے ہیں۔ تاکہ لوگوں کو آج کل کے "عیسائیوں" یا پولوسیوں کی عام روش دیکھ کر اصلی عیسوی تعلیم کے متعلق غلط فہمیاں واقع نہ ہوں۔

طہارت احبار باب ۱۵ اور استثنا باب ۲۳۔ اور دوم سموئیل باب ۱۱ اور عہد جدید کے دوم قرنتیوں کے باب ۷ میں طہارت پر بڑا زور دیا گیا ہے مگر ان کی تعمیل پر آجکل بالعموم اس قدر زور نہیں دیا جاتا۔

ختنہ پیدائش باب ۷ ایں آیہ ۹ سے ۱۵ تک ختنہ کا حکم ہے اور اس حکم پر زور دیا گیا ہے اور اسے خدا کا عہد قرار دیا گیا ہے۔ یہ حکم ان الفاظ میں دیا گیا ہے:۔

"اور میرا عہد جو میرے اور تمہارے (یعنی ابراہام کے) درمیان اور تیرے بعد تیری نسل کے درمیان ہے جسے تم یاد رکھو سو یہ ہے کہ تم میں سے ہر ایک فرزند نرینہ کا ختنہ کیا جاوے اور تم اپنے بدن کی کھلڑی کا ختنہ کرو اور یہ اس عہد کا نشان ہوگا جو میرے اور تمہارے درمیان ہے۔ تمہارے پشت در پشت ہر لڑکے کا جب وہ آٹھ روز کا ہو ختنہ کیا جائے گا۔ کیا گھر کا پیدا کیا پردیسی سے خریدا ہوا جو تیری نسل کا نہیں لازم ہے کہ تیرے خانہ زاد اور تیرے زرخرید کا ختنہ کیا جاوے اور میرا یہ عہد تمہارے جسموں میں عہد ابدی ہوگا۔ اور وہ فرزند نرینہ جس کا ختنہ نہیں ہوا وہی شخص اپنے لوگوں میں سے کٹ جائے کہ اس نے میرا عہد توڑا۔"

تعجب ہے کہ ایسے صریح نیز شدید ایسے اہم حکم کو عیسائیوں نے پس پشت ڈال دیا حالانکہ عیسیٰ علیہ السلام کا ختنہ ہوا تھا۔ (دیکھو لوقا باب ۲ آیہ ۲۱) اور یوحنا بپتسما دینے والے کا بھی ختنہ ہوا تھا؛ دیکھو لوقا باب ۱ آیہ ۵۹) پولوس نے بھی عروج مسیح کے بیس سال بعد یعنی تخمیناً ۵۲ء یا ۵۳ء میں مطاوس کا ختنہ کیا

(دیکھو اعمال باب ۱۶ آیہ (۱) ۱۳)۔

آج کل کے عیسائی اصطباغ کو ختنہ کا قایم مقام قرار دیتے ہیں مگر یہ خیال کئی وجوہ سے غلط ہے۔

۱- انجیل میں کہیں کوئی حکم ایسا نہیں پایا جاتا جس کی رو سے اصطباغ کو قائم مقام ختنہ قرار دیا جائے۔

۲- اگر اصطباغ صحیح طور پر قائم مقام ختنہ ہے تو مختونوں کو اصطباغ کیوں دیا جاتا ہے؟ یعنی کوئی یہودی یا مسلمان عیسائی ہو تو اُسے اصطباغ دینے کی ضرورت کیوں پیش آتی ہے؟

۳- اصطباغ یہودیوں میں بھی ختنہ کے ساتھ ہمیشہ سے جاری تھا۔ ایسی صورت میں ایک چیز دوسری چیز کی قائم مقام صرف اپنی رائے سے کیسے ہو سکتی ہے؟

رومن تاریخ کلیسا حصہ ۲ صفحہ ۲۰۲ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ یروشلم کے کلیسا میں عیسائیوں میں سنہ ۱ء کے قریب تک ختنہ کا دستور جاری رہا۔ جب یہودیوں کی مخالفت کے سلسلہ میں قیصر اورین نے حکم جاری کیا کہ ہر ختنہ کرنے والا قتل کیا جائے اُس وقت فلسطین کے عیسائیوں نے اس خوف سے کہ ان پر یہودی ہونیکا شبہ نہ کیا جائے نہ صرف ختنہ کو بلکہ ان تمام رسوم کو جنمیں وہ اور یہودی مشترک تھے یک قلم ترک کر دیا اور ایک غیر یہودی مرقس کو اپنا بیشوا قرار دیکر الگ ہو گئے اور جان کے خوف سے اپنی روش کو بدل ڈالا۔ مگر بعض عیسائیوں نے باوجود ان خطرات کے اپنی روش کو نہ بدلا اور اپنی قدیم چال پر قائم رہے اور جماعتوں کو علیحدہ کر لیا۔ انہیں لوگوں کو ابیونی کہتے ہیں۔

لحم الخنزیر سور کا گوشت نہ صرف کھانا بلکہ اسے ہاتھ تک لگانا حرام ہے۔ دیکھو احبار باب ۱۱ آیہ ۷ اور استثنا باب ۱۴ آیہ ۸ اور یسعیاہ باب ۶۵ آیہ ۳ و ۴ اور باب ۶۶ آیہ ۱۷۔ عہد جدید کی کتاب اعمال کے باب ۱۵ کی آیہ ۲۹ میں ہے کہ:-

"تم بتوں کے چڑھاووں اور گلا گھونٹی ہوئی چیزوں اور حرامکاری سے پرہیز کرو۔" اس آیہ میں تحریف ہے بجائے "لحم الخنزیر" کے "حرامکاری" کا لفظ داخل کر دیا گیا ہے۔ یہاں صرف کھانے پینے

چیزوں کی حلت و حرمت کا ذکر ہے۔ حرامکاری دوسرے مقامات پر حرام قرار دی گئی ہے۔ یہاں اس کا ذکر بے جوڑ ہے۔ قدیم یونانی نسخوں میں اس جگہ کو ترپاس کا لفظ پایا جاتا ہے جس کے معنی لحم الخنزیر کے ہیں۔ جدید نسخوں میں اس لفظ کو پورنیاس سے بدل دیا گیا جس کے معنی زنا کے ہیں۔ ڈاکٹر بنٹلی اور مسٹر ریوس جو اناجیل کے بڑے مصحح ہیں لفظ کو ترپاس ہی کو ترجیح دیتے ہیں۔

مئے نوشی احبار باب ۱۰ آیہ ۹ و ۱۰ کی رو سے شراب قطعاً حرام ہے اور نہایت شدت کیساتھ ہمیشہ کے لئے حرام کر دی گئی ہے۔ عہد جدید کی کتاب اول قرنتیون کے باب ۶ کی آیات ۹ اور ۱۰ کی رو سے شرابی "خدا کی بادشاہت کا وارث" نہیں ہو سکتا یعنی اس کا جہنمی ہونا قطعی ہے۔ متی باب ۲۴ آیہ ۴۹ و ۵۰ سے تو یہ بھی پایا جاتا ہے کہ شرابیوں اور متوالوں کے ساتھ کھانا بھی مسیح کی نگاہ میں گناہ تھا۔ مگر حیرت کی بات یہ ہے کہ انجیل یوحنا (باب ۲) میں جو مسیح کا سب سے پہلا معجزہ بیان کیا گیا ہے وہ یہ ہے کہ شرابیوں کی مجلس میں جا کر مشکوں میں بھرے ہوئے پانی کو شراب بنا دیا۔ پولوس نے تمطاوس کو حکم دیا کہ شراب پیا کرو۔ (اول تمطاوس باب ۵ آیہ ۲۳) مرتے وقت عیسائی سیکرمنٹ میں نان پاؤ اور شراب کا استعمال کرتے ہیں، اور اسے مسیح کی آخری وصیت اور یادگار سمجھتے ہیں اور اسے عشار ربانی کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔ پولوس نے طیطس کے نام اپنے خط میں (باب ۱ آیہ ۱۵) صاف لکھ دیا ہے کہ :-

"پاک لوگوں کے لئے سب کچھ پاک ہے پر ناپاکوں اور بے ایمانوں کے لئے کچھ پاک نہیں"۔ اس الہام کی رو سے تو برگزیدہ لوگوں کے لئے سب ہی کچھ جائز ہو گیا۔ ان متضاد تعلیمات کو دیکھکر بھی تحریف اناجیل میں شبہ کرنا انتہا درجے سادہ لوحی کی بات ہے۔

سود مندرجہ ذیل آیات میں سود لینے کی بہت سخت مذمت آئی ہے :- خروج باب ۲۲ آیہ ۲۵ احبار باب ۲۵ آیہ ۳۶ و ۳۷۔ استثنا باب ۲۳ آیہ ۱۹۔ زبور ۱۵ آیہ ۵۔ امثال ۲۸ آیہ ۸۔ حزقی ایل باب ۱۸ آیہ ۸ یرمیاہ باب ۱۵ آیہ ۱۰۔ علاوہ ازاین اول پطرس باب ۵ آیہ ۲ اور

اول تمطاؤس باب ۲ آیہ ۳ میں جو "نثار و النفع" کی ممانعت ہے اُس میں سود کو شامل سمجھا جا سکتا ہے۔

یوم السبت یہودیوں کے نزدیک یوم السبت یعنی سنیچر کا دن مبارک سمجھا جاتا تھا اور اس دن سارے کام کاج چھوڑ کر عبادت کی جاتی تھی (خروج باب ۲۰ آیہ ۸ و ۹) عیسیٰ علیہ السلام کے حواری بھی سنیچر ہی کے دن کی بزرگی کو مانتے تھے (متی باب ۲۴ آیہ ۲۰) اب بجائے سنیچر کے عیسائیوں نے محض اپنی ذمہ داری پر اتوار کا دن متبرک قرار دے لیا ہے جس کی کوئی سند نہ توریت میں کہیں پائی جاتی ہے نہ انجیل میں اور یوں دیکھا جائے تو جمعہ کے دن عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت بیان کی جاتی ہے اور جمعہ ہی کے دن قصہ صلیب پیش آیا۔ اور نجات امت واقع ہوئی۔ اس اعتبار سے تو جمعہ کے دن کو سنیچر اور اتوار دونوں پر فضیلت ہوئی۔

احترام انبیائے سابقین تحریف و الحاق کا بُرا ہو اس معاملہ میں بھی اناجیل مروجہ کی بعض عبارات اور عیسائی مفسرین کی اُن پر طبع آزمائیاں اطمینان بخش نہیں بلکہ مذاق سلیم کو یہ باتیں بہت کھٹکتی ہیں۔ یوحنا باب ۱۰ آیہ ۸ میں ہے کہ: "سب جتنے مجھ سے (یعنی مسیح سے) آگے آئے چور اور بٹمار ہیں پر بھیڑوں نے اُن کی نہ سنی" ٹامس اسکاٹ صاحب اس آیہ کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ: "وہ جو عیسیٰ سے پہلے آئے ہیں اُن کو وفادار ہادی اور نبی نہ سمجھنا چاہئے کیونکہ انہوں نے اسی کے ماتحت حکومت کا کام کیا اور اس کے پیش رو رہے"۔ لارڈنر اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ بشپ مانی یانی کا قول ہے کہ جناب مسیح کا یہ کہنا خصوصیت کے ساتھ موسیٰ علیہ السلام کے حق میں تھا۔ ناکس بھی اس قول کو موسیٰ علیہ السلام ہی کے حق میں قرار دیتا ہے لوتھر بھی اس معاملہ میں انہیں لوگوں کا پیرو ہے۔ مگر یہ کوئی نہیں سمجھاتا کہ ایسی صورت میں عیسیٰ علیہ السلام نے شریعت موسوی کو برقرار کیوں رکھا اور اپنی امت کو اس کی پیروی کا تاکیدی حکم کیوں فرمایا اِن دو متضاد قولوں میں سے ایک کو الحاقی ضرور ماننا پڑیگا قرائن تو اسی کی شہادت دیتے ہیں کہ انبیائے اولوالعزم کی شان میں ایسی توہین کے گستاخانہ کلمات پابندی شریعت سے ان لوگوں کی طبعی بیزاری کی دلیل ہیں۔ جناب مسیح بھی اپنے متبعین کے ان گستاخانہ تیوروں سے نہیں بچے چنانچہ پولوس گلتیوں کے

نام اپنے خط (باب ۱ آیہ ۲۴) میں لکھتے ہیں کہ:۔ "اب میں اپنی ان مصیبتوں سے جو تمہارے واسطے کھینچتا ہوں خوش ہوں اور مسیح کی مصیبتوں کی کمیاں اس کے بدن یعنی کلیسہ کے لئے اپنے جسم سے بھرے دیتا ہوں"۔ یہاں پولوس صاف طور پر عیسیٰ علیہ السلام کی مصیبتوں کو ناقص اور اپنی مصیبتوں کو کامل قرار دیتے ہیں۔ جو لوگ اپنے خاص نبی اور رسول سے نہیں چوکتے وہ بھلا دوسروں سے کب باز آسکتے ہیں۔ یہی پولوس دوم قرنتیوں کے باب ۱۱ آیہ ۵ میں کہتے ہیں کہ:۔ "میں اپنے تئیں سب سے بڑے رسولوں سے کچھ کم نہیں سمجھتا ہوں"۔ اسی باب کی آیہ ۲ میں یہ اپنے آپ کو ایک بات میں خدا تک سے تشبیہ دے جاتے ہیں۔ لکھتے ہیں کہ:۔ "مجھے تمہاری بابت خدا کی سی غیرت آتی ہے"۔ ہم ان فقروں پر اس مضمون میں توجہ نہ کرتے اور صحف سماوی پر تبصرہ کرنے والے کو ضرورت بھی نہیں کہ زید عمرو بکر کی تحریروں پر التفات کرے۔ مگر جب ان تحریروں کو الہامی قرار دیا گیا ہو اور صحف سماوی کے تحت میں لاکر مجموعہ کتب عہد جدید میں انہیں شامل کر دیا گیا ہو تو ان کے مضحکہ انگیز پہلوؤں کو کیونکر نظر انداز کیا جاسکتا ہے۔

(باقی)